تھے۔کل وہ کہاں تھے اور آج وہ کہاں ہیں۔کہاں ہیں جابر لوگ؟ کہاں ہیں وہ لوگ جن کا جنگ کے میدانوں میں بڑا نام ہوا کرتا تھا اور غلبہ پایا کرتے تھے۔زمانے نے انھیں ہلاک کر کے رکھ دیا اور وہ سڑ گل کر مٹی میں مل گئے۔ان کے متعلق تو صرف یہ باتیں رہ گئی ہیں: خبیث عورتوں کے خبیث مرد اور خبیث مردوں کے لیے خبیث عورتیں۔کہاں ہیں وہ بادشاہ جنھوں نے زمینیں جوتیں اور شہروں کے شہر آباد کیے۔وہ دور چلے گئے ہیں اور ان کی یاد بھی بھلا دی گئی اور وہ ایسے گمنام ہو گئے کہ جیسے کبھی تھے ہی نہیں۔اللہ نے صرف ان کی عملوں کے نتائج محفوظ رکھے ہیں اور ان کی خواہشیں منقطع ہو گئیں۔وہ چلے گئے اور ان کے ساتھ صرف ان کے اعمال ہی رہے۔دنیا اب اوروں کی ہو گئی۔اب ان کے بعد ہم رہ گئے ہیں۔اگر ہم نے ان کے انجام سے عبرت حاصل کی تو ہم کامیاب ہیں اور اگر ہم دھوکے میں رہے تو ہم بھی ان ہی جیسے ہو نگے۔وہ خوبصورت چہروں والے جو اپنی جوانی پر اتراتے تھے، کہاں ہیں۔وہ سب مٹی میں مل گئے اور جو عمر انھوں نے برباد کی وہی اب ان کے لیے افسوس کا ذریعہ بنی۔کہاں ہیں وہ جنھوں نے شہر تعمیر کیے اور انھیں دیواروں سے گھیرا اور طرح طرح کے عجائبات مہیا رکھے، وہ اُنھیں اپنے بعد آنے والوں کے لیے چھوڑ گئے۔دیکھو! یہ ہیں ان کی برباد شدہ عمارتیں اور وہ خود قبر کے اندھیروں میں چلے گئے۔کیا تم ان میں سے کسی کو موجود پاتے ہو یا کسی کی دھیمی آواز بھی سنتے ہو؟ کہاں ہیں وہ جنھیں تم اپنے اجداد میں سے یا اپنے بھائیوں میں سے جانتے ہو، ان کی عمریں تمام ہو گئیں اور وہ اسی پر پہنچے جو انھوں نے آگے بھیجا تھا۔اور موت کے بعد خوش بخت ہوئے یا بد بخت ہوئے۔خبردار! اللہ اور اس کے مخلوق کے درمیان کوئی ذریعہ او روسیلہ نہیں جس سے وہ مخلوق اپنے لیے کوئی خیر حاصل کر سکے یا کوئی شر اپنے سے دور کر سکے مگر صرف اللہ کی اطاعت کرنے سے اور اس کے حکموں کی تابعداری کرنے سے۔یاد رکھو کہ تم بندے اور مملوک ہو اور بے شک جو نعمتیں اللہ کے پاس ہیں وہ صرف اس کی اطاعت کے ذریعے ہی حاصل کر سکتے ہو۔بے شک کوئی بھلائی بھلائی نہیں کہ جس کے بعد دوزخ کی آگ ہو اور کوئی شر شر نہیں کہ جس کے بعد جنت ہو۔

الإمام أبو عبد الله محمد بن إدريس الشافعي رحمہ

امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعیؒ

امام شافعیؒ کے جد امجد شافع اپنی جوانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تھے۔ان کے والد سائب جنگ بدر میں بنو ہاشم کے علمبردار تھے۔اس جنگ میں انھیں قید کیا گیا البتہ انھوں نے فدیہ دے کر اپنے آپ کو چھڑا لیا۔بعد میں جب انھوں نے اسلام قبول کیا تو ان سے پوچھا گیا کہ انھوں نے فدیہ دینے سے پہلے ہی اسلام قبول کیوں نہیں کیا (تاکہ رقم دینے سے بچ جاتے)؟ انھوں نے جواب دیا: مسلمانوں کو مجھ سے جو توقعات تھیں میں انھیں ان سے محروم نہیں کرنا چاہتا تھا۔امام شافعی بے شمار صفات کے مالک، بہت ہی قابل تعریف اور بے نظیر تھے۔انھوں نے اپنے اندر کتاب اللہ، سنت رسولؐ، صحابہ کے اقوال اور اعمال اور علماء کے اقوال اور ان کے اختلافات کا علم اپنے اندر سمویا تھا۔اس کے علاوہ کلام عرب، عربی زبان اور عربی شاعری کے علوم میں بھی ان کو ایسی مہارت حاصل تھی کہ اصمعی، جو اپنے فن کے بڑے عالم تھے، نے امام شافعی کے پاس

ہذلیین قبیلے کے ایسے اشعار سیکھے جو کسی اور کے پاس موجود نہ تھے۔ان کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ نے یہاں تک فرمادیا: میں حدیث میں ناسخ منسوخ نہیں جانتا تھا یہاں تک کہ میں امام شافعیؒ کی مجلس میں بیٹھا۔ابو عبید القاسم بن سلام نے کہا: میں نے امام شافعیؒ سے زیادہ کامل شخص نہیں دیکھا۔عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا: یہ شافعی کون شخص تھے؟ میں آپ کو ان کے حق میں کثرت سے دعائیں کرتے ہوئے دیکھتا ہوں،تو انھوں نے کہا: اے میرے بیٹے،امام شافعیؒ دنیا کے لیے آفتاب کی مانند اور جسم کے لیے تندرستی اور عافیت تھے۔کیا ان دو چیزوں کے بعد کچھ اور بھی ہے یا ان دونوں کا کوئی بدل بھی ہے؟امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: میں نے تیس سالوں میں کوئی رات ایسی نہیں گزاری کہ جس میں میں نے شافعیؒ کے لیے دعا اور استغفار نہ کیا ہو۔یحییٰ بن معین فرماتے ہی: احمد بن حنبلؒ ہمیں شافعیؒ سے ملنے سے روکتے تھے، ایک بار میں نے انھیں دیکھا جبکہ شافعیؒ خچر پر سوار تھے اور احمد ان کے پیچھے پیچھے پیدل جا رہے تھے۔میں نے پوچھا: اے ابو عبد اللہ،تم ہمیں ان سے ملنے سے روکتے ہو اور خود ان کے پیچھے پیچھے جا رہے ہو،تو انھوں نے کہا: خاموش ہو جاؤ! اگر میں ان کے خچر کے پیچھے پیچھے ہی جاؤں تو ضرور فائد حاصل کروں گا۔

امام شافعیؒ نے خود فرمایا: میں امام مالکؒ کے پاس آیا جبکہ میں نے مؤطا زبانی یاد کرلی تھی۔انھوں نے مجھ سے کہا: اُس کے پاس جاؤ جو تمھیں پڑھائے۔میں نے کہا: میں خود ج قاری ہوں۔پھر میں نے انھیں پوری مؤطا زبانی سنائی تو انھوں نے کہا کہ اگر کوئی کامیاب ہے تو وہ یہی لڑکا ہے۔سفیان بن عیینہ سے جب تفسیر یا فتوی کے متعلق کوئی بات پوچھی جاتی تھی تو وہ شافعی کی طرف متوجہ ہو جاتے اور کہتے: اس لڑکے سے پوچھو۔حمیدی کہتے ہیں کہ میں نے زنجی بن خالد یعنی امام مسلمؒ کو سنا کہ وہ شافعیؒ سے کہتے: اے ابو عبد اللہ! فتوی دے دیا کرو،اب وہ وقت آ گیا ہے کہ تم فتوی دیا کرو۔اُس وقت شافعیؒ صرف پندرہ سال کے تھے۔محفوظ بن ابی توبہ بغدادی نے کہا: میں نے احمد بن حنبلؒ کو مسجد حرام میں امام شافعیؒ کے پاس دیکھا تو میں نے کہا: اے ابا عبد اللہ یہ سفیان بن عیینہ مسجد کے ایک کونے میں حدیثیں بیان کر رہے ہیں،تو آپ نے فرمایا: یہ فوت ہوسکتا ہے وہ نہیں۔ابوحسان الزیاوی نے کہا: میں نے محمد بن الحسن کو اہل علم میں سے کسی کی اتنی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جتنی وہ امام شافعیؒ کی کرتے تھے۔ایک دن امام شافعیؒ ان کے پاس ملاقات کے لیے آئے جبکہ محمد بن الحسن اپنی سواری پر سوار ہو چکے تھے،امام شافعیؒ کو دیکھتے ہی وہ گھر کی طرف واپس لوٹ گئے اور سارا دن امام شافعیؒ کے ساتھ گزارا یہاں تک کہ رات بھی ہوگئی اور کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔امام شافعیؒ پہلے ایسے شخص ہیں جنھوں نے اصولِ فقہ پر باتی کی اور پھر مسئلوں کا استنباط کیا۔ابوثور کہتے ہیں: جو یہ دعوی کرے کہ اس سے نے علم،فصاحت،معرفت،استقامت و استقلال اور مضبوطی میں محمد بن ادریس جیسا شخص دیکھا ہے تو وہ جھوٹ کہتا ہے۔امام شافعیؒ اپنی زندگی میں اپنی مثال آپ تھے۔اور جب ان کا انتقال ہوا تو ان کا کوئی بدل نہ ہوسکا۔احمد بن حنبلؒ نے کہا: کوئی بھی قلم دوات والا ایسا نہیں کہ جس پر امام شافعیؒ کی منّت نہ ہو۔اور زعفرانی کہتے تھے: اصحاب حدیث سوئے ہوئے تھے اور وہ امام شافعیؒ کے جگانے پر جاگ اُٹھے۔

امام شافعیؒ کا سن پیدائش ۱۵۰ھ ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان کی پیدائش اسی دن ہوئی جس دن امام ابوحنیفہؒ نے وفات پائی تھے۔امام شافعیؒ غزہ شہر میں پیدا ہوئے اور کچھ روایات کی مطابق عسقلان میں اور کچھ کے مطابق ان کی پیدائش یمن میں ہوئی، البتہ پہلا قول زیادہ درست تصور کیا جاتا ہے۔اور دو سال کی عمر میں انھیں غزہ سے مکہ لایا گیا۔پھر وہیں پلے بڑے اور قرآن کریم پڑھا۔اور امام مالکؒ کی طرف ان کے سفر کا واقعہ بہت مشہور رہے۔جس کی تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔سنہ ۱۹۵ھ میں وہ بغداد پہنچے اور وہاں دو سال قیام کیا۔پھر مکہ چلے گئے اور ۱۹۸ھ میں دوبارہ بغداد چلے آئے۔اور ایک مہینہ قیام کرنے کے بعد مصر روانہ ہوئے اور ۱۹۹ھ میں وہاں پہنچے اور کچھ روایات کے مطابق ۲۰۱ھ میں مصر پہنچے۔

امام شافعیؒ مصر میں ہی رہنے لگے یہاں تک کہ ۲۰۴ھ میں یوم جمعہ ماہ رجب کی آخری تاریخ کو وفات پا گئے۔اور اسی روز عصر کے بعد القرافۃ الصغریٰ میں دفن کئے گئے ان کی قبر، جس کی زیارت بھی کی جاتی ہے، مقطم کے قریب واقع ہے۔

ربیع بن سلیمان مرادی نے کہا: جب میں ان کے جنازے سے واپس لوٹ رہا تھا تو شعبان کا چاند نمودار ہو گیا تھا۔

انھوں نے یہ بھی کہا کہ میں نے شافعیؒ کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا: اے ابا عبداللہ، اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انھوں نے جواب دیا: اللہ نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھایا اور مجھ پر تر و تازہ ہیرے اور موتی نچھاور کئے۔

تمام علماء چاہے حدیث کی ہوں یا فقہ کے، اصول کے ہوں یا لغت و نحو کے، سب کے سب امام شافعیؒ کے ایمان، امانت داری، عدل و انصاف، پرہیز گاری، عزت و آبرو کی پاکی، تزکیہ نفس، حسن سیرت، اونچی شان اور سخاوت و فیاضی پر متفق ہیں۔

UNIT - II

قالت الخنساء ترثي صخراً

خنساء نے اپنے بھائی صخر پر مرثیہ کہا ہے

۱۔ اے میری دو آنکھو سخاوت کے ساتھ آنسو بہاؤ اور رکنے کا نام مت لو۔ تم میرے بھائی صخر کے لیے سخاوت کے ساتھ کیوں نہیں روتی ہو۔

۲۔ تم اس سب سے زیادہ بہادر شخص پر کیوں نہیں روتی ہو۔ تم اس نوجوان پر کیوں نہیں روتی ہو جو ہمارا سردار تھا۔

۳۔ حسب و نسب کے لحاظ سے بلند تھا اور قد و قامت کے لحاظ سے بھی اونچا تھا اور بہت چھوٹی سی عمر میں اپنی قوم کا سردار بنا۔

۴۔ قوم کے افراد نے جب بھی بلندی کی طرف ہاتھ بڑھائے تو انھوں نے ہمیشہ میرے بھائی صخر جیسا بننے کی خواہش ظاہر کی۔

۵۔ بلندی کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ مقابلے میں وہ سب سے آگے رہا اور بلندی کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے۔

۶۔ پس اس نے سب سے پہلے وہ بلندی اور بزرگی حاصل کی اور اس میں اور زیادہ اضافہ کیا۔

۷۔ وہ اپنی قوم کا بارگراں اٹھاتا تھا اگر چہ عمر میں وہ سب سے چھوٹا تھا۔

۸۔ مہمانوں کا ہجوم جب بھی اس کے گھر پر جمع ہوتا تھا تو وہ اپنے لیے سب سے بہترین کمائی یہی سمجھتا تھا کہ اس کی تعریفیں کی جائیں ز

۹۔ جب بھی بزرگی کی بات چلی تو تو نے اس کو پایا کہ وہ سرتاپا بزرگی سے لپٹا ہوا ہے۔

۱۰۔ قوم کے افراد پر جب بھی قحط کی صورت نازل ہوتی تھی تو بڑی آسانی سے اپنی موروثی دولت کو ان پر خرچ کرتا تھا اور سخاوت کی روایت کو زندہ کرتا تھا۔

وقال في الحكمة

حکمت کے بارے میں کہا

محمود سامی البارودی

۱۔ زندگی جو بھی موقع دیتی ہے اس کے پیچھے دوڑو اور ہاتھ سے جانے مت دو۔ طاقت کا راز اسی میں ہے کہ انسان مواقع سے فائدہ اٹھائے۔

۲۔ کم عمری میں زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھاپا بھی بڑھے گا اور اس میں بڑا نقصان ہے۔

۳۔ بے شک دنیا ایک ناپائیدار چیز ہے۔یہاں کوئی چیز باقی نہیں رہتی اور زمانے کے حادثات اس بات کے گواہ ہیں۔

۴۔ کبھی دنیا تاریک ہو جاتی ہے اور کبھی روشن، جس طرح سایہ پہلے لمبا ہوتا ہے اور پھر ختم ہو جاتا ہے۔

۵۔ لہٰذا اپنی کوشش میں جلدی کرو اور یاد رکھو کہ جو شخص صبح سویرے ہی شکار کے پیچھے نکلتا ہے شکار اسی کے ہاتھ آتا ہے۔

۶۔ کوئی انسان عاجزی کا اظہار کر کے اپنے مقصد کو حاصل نہیں کر سکتا۔بے شک کامیابی اس کو ملتی ہے جو پختہ ارادہ کرتا ہے اور اپنے ارادے کو عملی جامہ پہناتا ہے۔

۷۔ عقلمند انسان پہلے اپنے وطن میں رہ کر کوشش کرتا ہے لیکن اگر اس کے مقصد کے لیے اس کا وطن تنگ پڑ جائے تو وہ کوچ کرتا ہے۔

۸۔ بے شک وہ ضرورت مند شخص جو اپنے وطن سے کوچ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، پنجرے میں قید ایک پرندے کی مانند ہوتا ہے۔

۹۔ اور تمہاری کوشش ایک صحیح اور جائز کوشش ہونی چاہیئے۔بے شک برائی کا راستہ ناپسندیدہ اور غیر خوشگوار ہوتا ہے۔

۱۰۔ لالچ کو چھوڑ دو اور قناعت کے ساتھ رہنا سیکھ لو۔لالچ کے ذریعے کسی کو اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ملتی۔

۱۱۔ کبھی کبھی کوئی ایسی چیز نقصان دیتی ہے جس سے فائدے کی امید ہوتی ہے جس طرح شدید پیاس میں صاف پانی پینے کے بعد کبھی کبھی اچھو لگتا ہے۔

۱۲۔ چیزوں میں فرق کرنے کا ہنر سیکھ لو اور ان کی قدر و منزلت جان لو۔ہر سفید داغ کوڑھ کی بیماری نہیں ہوتی۔

۱۳۔ ہر بے وقوف اور احمق شخص سے زندگی میں دوری اختیار کرو۔کیونکہ بے وقوف انسان کی مثال گدھے کے جیسی ہے۔جب تیز چلنے کی کوشش کرتا تو ٹانگیں اِدھر اُدھر پھلانگتا ہے۔

۱۴۔ جاہل آدمی آنکھ کانٹے کی طرح چبھتا ہے جہاں بھی رہے اور سینے پر ایک بوجھ بنتا ہے۔

۱۵۔ غیبت کرنے والے سے بچو اور اس کی چالوں سے خبردار رہو۔اس کی مثال ایک مچھر کے جیسی ہے جو دبے پاؤں آتا ہے اور ڈھنک مار کر چلا جاتا ہے۔

۱۶۔ وہ برائی پر گہری نظر رکھتا ہے اور اگر اسے اپنی چال چلنے کا کوئی معمولی سے موقع بھی نظر آتا ہے تو وہ اس موقع کو غنیمت جانتا ہے۔

۱۷۔ وہ خاموشی سے دیکھتا رہتا ہے اور جب اسے شرارت کی معمولی سی گنجائش بھی نظر آتی ہے تو وہ ناچنے لگتا ہے۔

۱۸۔ اور تم جسے چاہو آزماؤ اور تمھیں پتہ چلے گا کہ اچھے اخلاق صرف اس کے پاس ہوتے ہیں جس نے انھیں پانے کے لیے محنت کی ہو۔

۱۹۔ یہ ایک عمر رسیدہ شخص کی حکمت سے بھری باتیں ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ یہ فائدہ اُٹھانے کی بہترین چیزیں ہیں۔

الهمزة النبويّة — احمد شوقی

۱۔ ہدایت پیدا ہوئی تو کائنات چمکنے لگی اور زمانے کا منہ یعنی شب و روز مسکرانے لگے اور تعریفیں کرنے لگے۔

۲۔ روح الامین یعنی جبریل اور فرشتوں کا ہجوم اس کے اردگرد موجود تھا اور لوگوں کو دین و دنیا کی خوشخبری دے رہے تھے۔

۳۔ عرش چمکنے لگا، جنت اپنے آپ پر فخر محسوس کرنے لگا اور سدرۃ المنتہیٰ (عرش پر ایک درخت کا نام) کی قدر و منزلت بہت بڑھ گئی۔

۴۔ اور فرقان کا باغ (یعنی قرآن) خوشی سے مسکرا رہا ہے کیونکہ اس کو ایک خوشبو بکھیرنے والا ترجمان مل گیا۔

۵۔ وحی ان پر بارش کے قطروں کی طرح ایک سلسلے کے طور پر آتی ہے اور لوح محفوظ اور لکھنے والے کا قلم بہت ہی خوش منظر ہیں۔

۶۔ پچھلے انبیاؤں کے ناموں کو پرویا گیا تو لوحِ محفوظ پر ایک کتاب بن گئی اور اس کتاب میں محمدؐ کا نام شاہی فرمان کی حیثیت رکھتا ہے۔

۷۔ ان کے جلال و جمال کو ظاہر کرنے کے لیے جہاں اللہ نے ہزاروں کی تعداد میں انوکھے نام استعمال کئے ہیں وہیں 'طٰہٰ' جیسے نام بھی استعمال کئے ہیں جو انسان کو حیران کر دیتے ہیں۔

(Vacative and exclamatory particle :اَلْيَاءُ)

۸۔ اے خیر کے سرچشمے، آج تک جتنے بھی رسولوں کو احترام کی زندگی ملی ،صرف آپؐ کی وجہ سے ملی۔

۹۔ انبیاؤں کا گھر ایسا ہے جس میں صرف ملّت ابراہیمی کے ماننے والے مرد اور ملّت ابراہیمی کے ماننے والی عورتیں ملتی ہیں۔

۱۰۔ ان کو آپؐ کی وجہ سے بہترین باپ حضرت آدمؑ اور بہترین ماں حضرت حوّاؑ کی پرورش نصیب ہوئی۔

۱۱۔ اس گھر میں رہ کر انھوں نے نبوت کی عزت حاصل کی اور آخر میں یہ عزت بلند و محکم ہو کر آپؐ کے پاس پہنچی۔

۱۲۔ نبوت کو آپؐ کے گھر کے لیے پیدا کیا گیا اور آپؐ کو نبوت کے لیے پیدا کیا گیا۔ بے شک بڑے کارناموں کو بڑے لوگ ہی انجام دیتے ہیں۔

۱۳۔ اللہ نے آپؐ کے آنے کی خبر آسمان کو دی تو وہ سجنے لگا اور آپؐ کے آنے سے زمین میں خوشبو پھیل گئی۔

۱۴۔ اور آپؐ کا چہرہ نمودار ہوا جس کے خدوخال سچائی تھے اور جس پر ہدایت اور حیاء کی رونق تھی۔

۱۵۔ اور اس پر نبوت کے نور کی رونق ہے اور حضرت ابراہیمؑ اور اس کے دین کی مہر ہے۔

۱۶۔ حضرت عیسیٰؑ نے آسمان کے پیچھے سے اس کی تعریف کی جس پر پاکباز عورت (حضرت مریمؑ) بہت خوش ہوئی۔

۱۷۔ جس جن آپؐ تشریف لائے اس دن کے صبح و شام پورے زمانے پر فخر جتلاتے ہیں اور روشن ہیں۔

۱۸۔ ان کے آنے کے بعد حق کو واضح کامیابی ملی اور حق سے زیادہ بلند کوئی جھنڈا نہیں تھا۔

۱۹۔ ظالموں کے تخت ہل گئے اور ان میں زلزلہ آ گیا اور ان کے تاجوں پر زنگ نمودار ہوا۔
۲۰۔ اور جس آگ نے ان کو گھیرا تھا اس کے شعلے بجھ گئے اور وہ پانی بھی سوکھ گیا۔

اللّغة العربية

حافظ ابراہیم

عربی زبان

۱۔ میں نے اپنے نفس کی طرف رجوع کیا تو اپنے آپ پر ہی تہمت لگائی۔ اور میں نے اپنی قوم کو آواز دی تا کہ ان کے سامنے اپنا محاسبہ کر سکوں۔
۲۔ انھوں نے جوانی میں ہی مجھ پر بانجھ ہونے کا الزام لگایا اور کاش میں سچ مچ بانجھ ہوتی تو شاید اپنے دشمنوں کی بات بری نہیں لگتی۔
۳۔ میں نے جنم دیا لیکن جب مجھے میری بیٹیوں کے لیے لائق مرد نہیں ملے تو میں نے انھیں زندہ دفن کیا۔
۴۔ میں لفظی اور معنوی ہر اعتبار سے اللہ کی کتاب کے لیے وسیع ثابت ہوئی اور اس کی کسی بھی آیت یا نصیحت کے لیے تنگ ثابت نہیں ہوئی۔
۵۔ تو آج میں معمولی آلوں یا ایجادات کو نام دینے میں تنگ ثابت کیسے ہو سکتی ہوں۔
۶۔ میں ایک ایسا سمندر ہوں جس کی گہرائیوں میں موتی چھپے ہیں کیا انھوں نے غوطہ خوروں سے میرے سیپوں کے بارے میں دریافت کیا۔
۷۔ لہٰذا آپ میرا فیصلہ کیجیے کیونکہ میں بوسیدہ ہو رہی ہوں اور میری اچھائیاں خراب ہو رہی ہیں۔ اگر چہ میرا علاج مشکل ہے لیکن میرے طبیب آپ ہی ہیں۔
۸۔ مجھے زمانے کے رحم و کرم پر مت چھوڑ دو، مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری موت وقت سے پہلے ہی نہ ہو جائے۔
۹۔ میں مغربی لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ دن بہ دن طاقتور ہو رہے ہیں اور کتنی ہی قومیں ایسی ہیں جو اپنی زبان کی مضبوطی کی وجہ سے مضبوط بنیں۔
۱۰۔ انھوں نے فن اور ادب میں بڑے بڑے کارنامے دکھائے۔ کاش کہ تم لوگ کچھ الفاظ ہی لاتے۔
۱۱۔ کیا آپ لوگوں کو مغرب کا وہ بدشگونی کی خبر دینے والا خوشی دیتا ہے جو مجھے میری زندگی کی بہار میں ہی زندہ دفن کرنے کی خبر دیتا ہے۔
۱۲۔ اگر کبھی پرندے سے شگون لو گے تو تمھیں پتہ چلے گا کہ تمہارے اس قدم میں کتنی لغزش اور پراگندگی ہے۔
(زجر الطير: جاہلی دور میں عرب کے لوگ پرندہ اڑا کر اس سے شگون لیتے تھے۔ اگر پرندہ دائیں جانب پرواز کرتا تو وہ نیک شگون ہوتا تھا اور اگر بائیں جانب سے اڑتا تو بد شگون ہوتا تھا)

۱۳۔ اللہ اس جزیرے کے پیٹ میں دفن ان ہڈیوں کو سیراب کرے جن پر گراں گزرتا تھا اگر مجھے میں کوئی کمزوری آتی ۔

۱۴۔ انھوں نے بُرے وقت میں میری محبت کو یاد رکھا اور میرے حسرت بھرے دل میں ہمیشہ ان کی یاد قائم رہے گی ۔

۱۵۔ اور میں مشرق و مغرب کے سامنے فخر کے ساتھ ان بوسیدہ ہڈیوں کے سامنے اپنا سر جھکاتی ہوں ۔

۱۶۔ میں ہر دن اخبارات میں اپنے پھسلنے کی جگہ دیکھتی ہوں اور وہ مجھے بغیر مہلت کے میری قبر کے نزدیک لے رہے ہیں ۔

۱۷۔ اور میں مصر میں لکھنے والوں کا شور سنتی ہوں تو میں سمجھ جاتی ہوں کہ یہ چلانے والے میری موت کی خبر دے رہے ہیں ۔

۱۸۔ اللہ میری قوم سے درگزر کرے، کیا انھوں نے مجھے ایک ایسی زبان کے لیے چھوڑا جو اپنے راویوں سے بھی جڑی نہیں ہے ۔

۱۹۔ میرے اندر انگریزی حماقت ایسے سرایت کر گئی جیسے دریائے فرات میں سانپ کا زہر گھل گیا ہو ۔

۲۰۔ اور میری حالت اس کپڑے کے جیسی ہوگئی ہے جس میں مختلف رنگوں اور مختلف قسموں کے ستر پیوند لگے ہوں ۔

۲۱۔ میں نے ادیبوں کے پورے مجموعے کے سامنے اپنی شکایات درج کرنے کے بعد اپنی امیدوں کا دامن پھیلایا ۔

۲۲۔ کہ یا تو مجھے زندگی دے دیں کہ ایک پرانا مردہ زندہ ہو جائے اور میری قبر میں میری بوسیدہ لاش کے کسی ٹکڑے سے مجھے نئی زندگی دے دیں ۔

۲۳۔ یا مجھے ایسی موت دے دیں جس کے بعد کوئی قیامت بھی نہ ہو ۔ ایسی موت کہ موت کو بھی خوف آجائے ۔

أنا

نازک الملائکۃ

رات پوچھتی ہے کہ میں کون ہوں؟
میں اس کا کالا گہرا سایہ ہوں
میں اس کی سرکش خاموشی ہوں
میں نے اپنی طبیعت کو خاموشی کے ذریعے لپیٹا ہے
اور اپنے دل کو شک میں لپیٹا ہے
اور خاموشی کے ساتھ میں یہاں
ٹکٹکی لگا کر دیکھتا رہا اور صدیوں نے مجھ سے پوچھا
میں کون ہوں؟
اور ہواؤں نے پوچھا میں کون ہوں؟
میں اس کا وہ حیران روح ہوں جسے زمانے نے ٹھکرایا ہے
میں اسی کی طرح رکنے والا نہیں

لگا تار چلتا رہتا ہوں بغیر کسی اختتام کے
لگا تار گزرتا ہوں بغیر رُکے
جب ہم کسی موڑ پر پہنچیں گے
ہم اسے اپنی مصیبتوں کا خاتمہ سمجھیں گے
اور فضاء ہوگی
اور زمانہ پوچھتا ہے میں کون ہوں؟
میں اسی کی طرح ایک پہلوان ہوں جو صدیوں کو لپیٹتا ہے
اور دوبارہ پھرتا ہوں تاکہ اس کو پھر سے زندگی بخشوں
میں ماضی بعید کا زمانہ پیدا کرتا ہوں
خوشحال امید کے دہانے سے (فتنے سے)
اور میں لوٹتا ہوں اس کو دفن کرنے کے لیے
تاکہ اپنے لیے ایک نیا گزرا ہوا کل ترتیب دوں
جس کا آنے والا کل صابر (برف کی طرح جما) ہے
اور میری ذات (میرا نفس) مجھ سے پوچھتا ہے میں کون ہوں؟
میں اسی کی طرح بکھرا ہوا اور اندھیروں میں لپٹا ہوا ہوں
مجھے کوئی چیز امن اور سلامتی نہیں دیتی
میں پوچھتا رہتا ہوں اور جواب
ہمیشہ ایک دھوکہ ہی رہے گا
میں گمان کرتا رہوں گا کہ وہ نزدیک آیا
اور جب میں اس کے پاس پہنچوں گا اور وہ مٹ چکا ہوگا
مر چکا ہوگا اور غائب ہو چکا ہوگا۔

وقال فی زوال دنیا (ابوالعتاھیۃ)

۱۔ جنو مرنے کے لیے اور عمارتیں تعمیر کرو ویران ہونے کے لیے کیونکہ تم سب کے سب تباہی (موت) کی طرف پھرنے والے ہو۔

۲۔ ہم کن کے واسطے تعمیر کرتے ہیں جبکہ ہم خود مٹی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ جس طرح اس مٹی سے ہم پیدا کئے گئے ہیں۔

۳۔ اے موت: میں نے تجھ سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پایا، کیونکہ تو ہر حال میں آتی ہے، نہ ترس کھاتی ہے اور نہ ستا

کرتی ہے۔

۴۔ تو نے مجھ پر ایسا ہی حملہ کیا جیسے بڑھاپے نے میری جوانی پر حملہ کیا۔

۵۔ اے دنیا مجھے کیا ہوا ہے کہ میں اپنے آپ کو نہیں دیکھتا تیری کسی منزل میں کہ وہاں سے پھر جاتا ہوں۔

۶۔ اے زمانے! میں دیکھتا ہوں کہ تو دینا میرے لیے خرچ کرتا ہے اور مجھے چھیننے میں جلدی کرتا ہے۔

۷۔ اور اے دنیا میں تو تمہارے ایک طرف سے بھی دودھ دوھ نہیں سکتا، تو میں، دودھ دوہنے والے کے انجام کی تعریف کرتا۔ یعنی دنیا کو کوئی شخص حاصل نہیں کرسکتا اور اس کے پیچھے چلنے والوں کا انجام برا ہی ہوتا ہے۔

۸۔ اور جتنا بھی تمہارے پاس آنے کا اصرار کرتا ہوں اتنا ہی ہر دروازے سے تم میرے لیے غم بھیج دیتی ہو۔

۹۔ اور جب بھی میں نے تمھیں طلب کیا تو ہر اعتبار سے تمھیں خواب جیسا پایا پھر بادلوں کے چھاؤں جیسا۔

۱۰۔ یا میں نے تمھیں گزرے ہوئے کل کی طرح پایا جو ایسے گزرتا ہے کہ کبھی واپس لوٹ کر نہیں آتا یا تمھیں ریت کی چمک جیسا پایا (جو دور سے پانی دکھائی دیتا ہے اور پاس آنے پر پانی کا کوئی نشان نہیں ہوتا)۔

۱۱۔ اور یہ سب مخلوقات فنا ہونے والی ہے، اور ان سب کے پیر رکاب میں تیار ہیں (جانے کے لیے)

۱۲۔ اور ہر کوشش اور عمل کرنے والے کا موعد وہی ہے جو کچھ اس نے اچھے کام آگے کے لیے بھیجے ہونگے۔

۱۳۔ میں نے اپنی گردن پر بڑے بڑے گناہ ڈال دیئے جیسے مجھے کوئی سزا ملنی ہی نہیں ہے۔

۱۴۔ جب تک میں دنیا کے اندر ایک لالچی بن کر رہوں گا تب تک مجھے اچھائی کی کوئی توفیق نہیں ہو سکتی۔

۱۵۔ مجھ سے میرے کاموں کے بارے میں پوچھا جائے گا اور میرے پاس نہ کوئی عذر ہوگا اور نہ کوئی جواب۔

۱۶۔ اور یوم حساب جب میرا حساب لیا جائے گا تو کس بہانے سے اپنے آپ کو چھڑاؤں گا۔

۱۷۔ اور جب میں اپنی کتاب پر نظر ڈالوں گا تو میرا اعمال نامہ صرف دو باتوں کی وضاحت کرے گا۔

۱۸۔ کہ یا تو میں ہمیشہ کے لیے عیش وعشرت (یعنی جنت) میں رہوں گا یا ہمیشہ کے لیے عذاب (یعنی جہنم) میں رہوں گا۔